''آج کے چیلنج اور علماء کی ذمہ داریاں''

حضرت مولانا قاری محمد حنیف جالندھری
ناظم اعلیٰ وفاق المدارس العربیہ پاکستان

مکی مسجد ڈیرہ غازیخان اور مدرسہ رفیق القرآن کا سنگ بنیاد 1948ء میں ڈیرہ غازی خان کے ممتاز و جید علمائے کرام مولانا قاضی عبید اللہؒ اور پیر طریقت مولانا علی مرتضیٰ نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ نے رکھا تھا اس مسجد کے پہلے امام وخطیب مناظر اسلام حضرت مولانا عبدالستار تونسوی دامت برکاتہم العالیہ کے سسر مولانا محمد صدیق صاحب رحمۃ اللہ علیہ مقرر ہوئے۔ایک طویل عرصے سے علمائے دیوبند کی زیرنگرانی رہنے والی اس مسجد و مدرسہ میں بریلوی مسلک کے بعض لوگوں نے انتظامیہ کی سرپرستی میں بے جا مداخلت کر کے اس پر ناجائز قبضہ کرنے کی کوشش کی ، ڈیرہ غازیخان شہر کے علمائے کرام نے متحد و متفق ہوکر اس کے خلاف آواز اٹھائی ، انہوں نے ناظم اعلیٰ وفاق المدارس العربیہ پاکستان کو حالات سے آگاہ کیا اور ان کو ڈیرہ غازیخان آنے کی دعوت دی ، 15 جولائی کو حضرت ناظم اعلیٰ نے ایک احتجاجی جلوس کی سرپرستی کرنی تھی کہ اس دن انتظامیہ اور مقامی علمائے کرام کے درمیان مذاکرات کامیاب ہوگئے جس کی وجہ سے احتجاج کی کال واپس لے لی گئی ، ڈیرہ غازیخان شہر کی مشہور و معروف پیارے والی مسجد میں ایک جلسے کا انعقاد کیا گیا ، جس میں حضرت ناظم اعلیٰ وفاق المدارس نے'' آج کے چیلنج اور علماء کی ذمہ داریاں'' کے عنوان سے خطاب کیا ، یہ خطاب ڈیرہ غازیخان ڈویژن کے مسئول جناب مفتی خالد محمود صاحب کے شکریے کے ساتھ نذر قارئین ہے..(ادارہ)

قال اللہ تعالیٰ ولاتھنوا ولاتحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مؤمنین . وقال تعالیٰ یریدون لیطفئوا نوراللہ بافواھھم . و اللہ متم نورہ ولو کرہ الکفرون.

آپ حضرات کے کے علم میں ہے کہ بنیادی طور پر آج کا یہ پروگرام احتجاجی پروگرام تھا، مکی مسجد میں بعض لوگوں کی مداخلت کی بنیاد پر جو صورتحال پیدا ہوئی اس صورتحال پر احتجاج کرنے کے لیے یہ پروگرام ترتیب دیا گیا۔

لیکن اب احتجاج کو ختم کر کے ایک فکری عنوان سے یہ اجتماع ہورہا ہے، اللہ تعالیٰ نے جو ہمیں نعمتیں عطا فرمائیں ہیں ان سب میں سب سے بڑی نعمت ایمان اور اسلام کی دولت ہے، سب سے بڑا سرمایہ اور خزانہ ایمان واسلام ہے، جان کی حفاظت کے لیے مال قربان کیا جاسکتا ہے اور ایمان واسلام کی حفاظت کے لیے جان بھی قربان کی جاسکتی ہے۔

ایمان واسلام اللہ کی وہ نعمت ہے جس کے مقابلے میں دنیا کی تمام دولتیں اور بادشاہتیں ہیچ ہیں۔

اسلام صرف عبادات نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ کا نام نہیں بلکہ اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے، اسلام ایک دستور زندگی ہے، اسلام دستور حیات ہے۔ عقائد، عبادات، معاملات، معاشرت، معیشت، سیاست، عدالت غرض انفرادی و اجتماعی زندگی کے تمام شعبوں سے متعلق اسلام ہماری راہنمائی کرتا ہے۔

پیدائش سے لے کر موت تک کوئی مرحلہ ایسا نہیں جہاں اسلام ہم کو اکیلا اور تنہا چھوڑتا ہو، جس طرح باپ اپنے چھوٹے بچے کی انگلی پکڑ کر اس کو لے کر چلتا ہے اسی طرح اسلام اپنے کلمہ گو اور اپنے ماننے والوں کی ہر قدم پر راہنمائی کرتا ہے، صرف دنیا نہیں بلکہ آخرت یعنی جنت تک ان کی رہنمائی کرتا ہے۔ سیدنا حضرت سلمان فارسی رضی الہ عنہ کو ایک مرتبہ مکہ کے لوگوں نے بطور اعتراض اور طعن کے کہا کہ تمہارا رسول اور پیغمبر بڑا عجیب پیغمبر ہے جو تمہیں ہر بات سکھلاتا اور بتلاتا ہے حتیٰ کہ تمہیں یہ بھی بتاتا ہے کہ تم نے طہارت کیسے کرنی ہے، تم نے کس انداز سے استنجا کرنا ہے، کیا تمہارا رسول تمہیں بے وقوف اور کم عقل سمجھتا ہے، یہ باتیں کیا پیغمبر کے بتلانے کی ہیں؟

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے اپنا سر فخر سے بلند کر کے کہا، ہاں، ہاں! ہمارا نبی کامل نبی ہے کہ وہ ہمیں بڑی بات بھی سکھلاتے ہیں اور بتلاتے ہیں اور چھوٹی بات بھی سکھلاتے اور بتلاتے ہیں۔

گویا کہ یوں کہیں کہ فرش سے لیکر عرش والے کی ملاقات تک کا ہر مسئلہ بتلاتے ہیں، اسلام صرف مسجد کا دین نہیں بلکہ بازار، عدالت، کچہری، پارلیمنٹ، دکان، گھر کے اندر کی زندگی اور باہر کی زندگی ہر موڑ پر رہنمائی کرتا ہے، اسلام اگر صرف مسجد کا دین ہوتا تو ہمیں اور آپ کو آمنہ کا لال اور خلفاء اربعہ اسلامی ریاست قائم کرتے ہوئے، فوجیں روانہ کرتے ہوئے، احد و بدر کے میدان میں جنگ لڑتے ہوئے نظر نہ آتے، اسلام ایک جامع دستور زندگی کا نام ہے۔

آج جو میں نے آپ سے پہلی اور اہم بات کرنی ہے اور جو میری گفتگو کا عنوان ہے، وہ ہے ’’آج کے چیلنج اور علماء کی ذمہ داریاں‘‘، میرا عقیدہ ہے میں اور آپ سب اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ مسلمانوں اور قوم کی صحیح راہنمائی اور قیادت علماء دین کر سکتے ہیں اور کوئی نہیں کر سکتا اور یہ علماء کی ذمہ داری ہے، یہ بات کسی مبالغہ پر مبنی نہیں بلکہ حقیقت اور امر واقعی ہے، آج مغربی فلسفہ، سوچ و فکر اور کلچر پوری دنیا اور مسلم دنیا میں خاص طور پر بڑی تیزی سے آرہا ہے اور یہ تصور لے کر آرہا ہے کہ مذہب بندے اور خدا کے درمیان ایک واسطہ ہے، ایک معاملہ ہے اور یہ صرف انفرادی معاملہ ہے اجتماعی زندگی اور بازار، بینکوں، معاشرت، معیشت، پارلیمنٹ سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔

باقی تم جو چاہو کرو، شراب پیو، زنا کرو غرض کوئی برائی بھی کرو یہ تمہارا انسانی حق ہے، یہ مغربی فلسفہ اور سوچ ہے امریکہ اور یورپ مسلمانوں سے کیا چاہتا ہے، وہ یہ چاہتا ہے کہ جس طرح ہم نے اپنے مذہب کو چرچ اور سینی گاگ میں بند کر دیا ہے، اتوار یا ہفتہ کے دن عبادت خانے میں جاؤ اس کے علاوہ جو چاہو کرو، اسی طرح آج مغرب مسلم دنیا سے چاہتا ہے کہ اسلام صرف مسجد تک محدود ہو جائے۔

جمعیت علماء اسلام ملک میں اس لیے سیاست کرتی ہے کہ زندگی کے ہر ہر شعبے میں دین اسلام ہو، شہدائے لال مسجد بھی یہی چاہتے تھے، گورنمنٹ کہتی ہے کہ اسلام کو مسجد اور مدرسہ کی حد تک بند کر دو، ہم کہتے ہیں اسلام اللہ کی رحمت ہے

اس کو ہر جگہ لے جاؤ، یہ رحمت بازاروں، پارلیمنٹ، عدالت، کچہری ہر جگہ ہونی چاہیے۔

پوری دنیا آپ مولویوں اور مدرسوں کے مخالف کیوں ہے؟ لوگ ہم سے یہ سوال کرتے ہیں میں بھی سوچتا ہوں کہ ہمارا قصور اور جرم کیا ہے؟ حالانکہ تمام دینی مدارس مسلمانوں کے بچوں کو مفت تعلیم، رہائش، کھانا، علاج کی سہولت، کپڑے ماہانہ وظیفہ مہیا کرتے ہیں، چاہیے تو یہ تھا کہ حکومتیں ہمیں سلام کرتیں، وفاق المدارس العربیہ کے تحت 12 ہزار مدارس 17 لاکھ طلبہ مفت تعلیم حاصل کرتے ہیں آپ پورے پاکستان میں کوئی تحریک، کوئی نیٹ ورک، کوئی سرکاری یا پرائیویٹ ادارہ دکھائیں، جہاں لاکھ تو در کنار 17 ہزار اور 17 سو کو یہ تمام سہولتیں مع مفت تعلیم فراہم کی جاتی ہوں۔ جس طرح پاکستان کی عوام اور مسلمانوں کو انجینئر، ڈاکٹر، پولیس والے، فوج اور افسران کی ضرورت ہے اس سے کہیں بڑھ کر اس قوم کو حافظ و قاری، عالم و مفتی کی ضرورت ہے۔

پاکستان بنے 60 سال ہو گئے، حکومت نے آج تک کوئی ایک حافظ اور کوئی ایک عالم تیار کر کے قوم کو دیا ہو مجھے بتلائیں۔ حالانکہ یہ حکومت کی ذمہ داری ہے کیونکہ حکومت ہم سے ٹیکس اور رقوم وصول کرتی ہے، حکومت پر لازم ہے کہ وہ ہماری قومی ضروریات کو پورا کرے، جبکہ ہم مولوی جواب دیں گے کہ ہم نے اسی رواں سال 57 ہزار قرآن کے حافظ اور 12 ہزار عالم تیار کر کے اس قوم کو دیے ہیں۔

ہم غریب بچوں کو مفت تعلیم دیتے ہیں، شرح تعلیم میں اضافہ کرتے ہیں، خواندگی کو فروغ دیتے ہیں، ہم نے قومی وحدت کی تعلیم دی ہے، آج کے اس دور میں جبکہ تعلیم تجارت و صنعت بن گئی اگر مدارس نہ ہوتے تو غریب کے بچے تعلیم سے کوسوں دور رہتے، مدرسہ نے قرآنی تعلیمات کو دنیا کی تجارت نہیں سمجھا بلکہ آخرت کی تجارت سمجھا ہے، ہمارا کوئی جرم اور قصور نہیں بنتا بلکہ ہم قوم کی خدمت کر رہے ہیں، ہمارا قصور یہ ہے کہ ہم غریب کے بچوں کو پڑھاتے ہیں، ہمیں ہر قسم کی گالی دی جاتی ہے کہ ہم دہشت گرد ہیں، انتہا پسند و دقیانوس ہیں وغیرہ وغیرہ۔

میں اپنی ناقص عقل کی بدولت اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ ہمارا سب سے پہلا جرم یہ ہے کہ ہم اسلام پڑھاتے ہیں، اگر ہم قرآن کو چھوڑ دیں تو یہ ہمارے قدموں میں اربوں ڈالر ڈال دیں گے، دوسرا جرم یہ ہے کہ ہم مغربی فلسفہ اور فکر کے آگے دیوار ہیں، سد سکندری ہیں، آج کے الفاظ میں، میں یوں کہوں کہ ہم صرف اسلام پڑھاتے نہیں بلکہ پہرہ بھی دیتے ہیں۔

جس قوم نے دشمن پر حملہ کرنا اور اس کو فتح کرنا ہو تو وہ سب سے پہلے چوکیدار اور پہریدار پر حملہ کرتی ہے، اس کو راستے سے صاف کرتی ہے، آج مغربی یلغار مولویوں کو نشانہ اس لیے بناتا ہے کہ اس کو پتہ ہے کہ جب تک مولوی موجود ہیں اس وقت تک مسلمانوں کے ذہنوں دل و دماغ پر حکمرانی نہیں ہو سکتی، راستے میں یہ مولوی رکاوٹ اور دیوار ہیں۔

لوگ ہمیں کہتے ہیں کہ تم اسلام کے بڑے ٹھیکیدار آ گئے کہ ہر جگہ اسلام کو لے آتے ہو، ہر جگہ مذہب کی بات کرتے ہو، ہم کہتے ہیں ہم ٹھیکیدار نہیں بلکہ چوکیدار ہیں، تم لوگ پاکستان کے ٹھیکیدار بن گئے جبکہ تم کو ٹھیکیداری کا کوئی حق نہیں، ہم نے ساری زندگی اسلام کا پہرہ دینا ہے، یہ ہماری قسمت کہ اللہ نے ہمیں اسلام کا چوکیدار بنا دیا۔ اور ہم اسلام کے ساتھ ساتھ پاکستان کے بھی چوکیدار ہیں اور پہرے دار ہیں، اگر کسی نے پاکستان کی طرف میلی آنکھ سے بھی دیکھا تو مدارس

کے طلباء سروں پر کفن باندھ کر ملک کے چپے چپے کی حفاظت کریں گے۔

وہ لوگ مسلم ممالک میں مغربی فلسفہ لانا چاہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ مذہب کو مسجد میں بند کردو، کسی کو حق نہیں پہنچتا کہ وہ دوسروں کو کہے کہ تم شراب کیوں پیتے ہو، زنا کیوں کرتے ہو، وغیرہ۔ مولوی جواب میں کہتا ہے اسلام پوری زندگی کے ہر شعبے سے تعلق رکھتا ہے جتنا یہ مسجد میں ہوگا اتنا یہ بازار میں ہوگا، اتنا عدالت، کچہری اور پارلیمنٹ میں ہوگا، مولوی ان کی اس سوچ وفکر کے آگے دیوار ہے، لال مسجد پر بم بھی اس لیے برسائے گئے ہر جگہ اسلام کیوں لاتے ہو، مولوی ہر جگہ اسلام نہیں لاتا بلکہ خدا اور قرآن ہر جگہ اسلام لاتے ہیں، مولوی تو صرف بتاتا ہے، مولوی مسئلہ بتاتا ہے بناتا نہیں ہے۔ شراب، زنا، چوری وغیرہ یہ سب حرام ہیں، یہ مسئلے مولوی نے نہیں بنائے بلکہ خدا نے بنائے ہیں، مولوی کے پاس قرآن و حدیث کا علم ہے، اسکی روشنی میں مسئلہ بتلاتا ہے اور یہ بتلاتا ہے کہ یہ حرام ہے یہ حلال ہے، ہماری مخالفت اس لیے ہے کہ ہم حلال کو حلال اور حرام کو حرام بتلاتے ہیں۔

تیسری جنگ، تیسرا بنیادی فرق یہ ہے کہ آج کا استعمار یہ چاہتا ہے کہ گھروں میں، بازاروں میں یونیورسٹی، کالجوں، تعلیمی مدرسوں غرض ہر جگہ وہ نظام وہ کلچر ہو جس کو ہم ان کے لیے تجویز کریں، وہ ہمارے اداروں میں گھسنا چاہتا ہے ہمارے اندر گھسنا چاہتا ہے، وہ خود ہمیں حق نہیں دیتا کہ ہم ان کے تعلیمی نظام پر بحث کریں، ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم ان تمام چیلنجز کا مقابلہ کریں، آج کا فکری چیلنج پہلے سے زیادہ سخت ہے، اس لیے علماء کی ذمہ داری بھی پہلے سے کہیں زیادہ بڑھ جاتی ہے۔ آج جو شخص یہ بتلائے کہ اسلام مکمل ضابطہ حیات ہے وہ ان کا دشمن ہے، شہدائے لال مسجد نے بھی یہی کہا تھا، انہوں نے کوئی جائیداد نہیں مانگی بلکہ یہی مطالبات تھے۔ وفاق اور حکومتی مذاکرات لال مسجد کے متعلق جو ہوئے ان کو تفصیلا بیان کیا جاچکا ہے جو کہ مشہور ہیں۔

ابھی 6 جولائی کو جو اسلام آباد میں کانفرنس ہوئی اس کا پہلا پیغام یہ آیا ہے کہ تمام دینی جماعتیں متحد ہوگئی ہیں، جب دشمن متحد اور ایک ہے ہمیں بھی ماضی کی ناراضگیوں وغیرہ کو بھلا کر اپنی صفوں میں اتحاد اتفاق پیدا کرنا ہوگا، انہوں نے جس جنگ کا آغاز کیا ہے وہ دہشت گردی کے خلاف نہیں بلکہ کفر کی جنگ اسلام کے خلاف ہے، ہم نے ان کے تمام چیلنجوں کا مقابلہ کرنا ہے اور یہ مقابلہ اتحاد و اتفاق سے ہی ہوسکتا ہے اور کسی چیز سے نہیں ہوسکتا، آپ کے بڑوں نے اس کی ضرورت محسوس کی ہے، آپ اپنے بڑوں کے پیچھے چلیں، آپ کے بڑے اپنی جان تو دے دیں گے لیکن ایسا کوئی سمجھوتہ اور معاہدہ نہیں کرینگے جس سے اسلام پر حرف آتا ہو۔

آپ کے بڑے جو سمجھوتہ کریں اگر چہ وہ آپ کے جذبات کے مخالف ہو یا موافق اس کو آپ فوراً تسلیم کرلیں، ماننے میں خیر ہوتی ہے۔ آخر میں ایک مرتبہ پھر میں انتظامیہ سے کہتا ہوں کہ آج جو معاہدہ ہوا ہے اس پر عملدرآمد کو یقینی بنایا جائے۔ بصورت دیگر تمام تر حالات کی ذمہ داری انتظامیہ پر ہوگی۔

وآخر دعوانا ان الحمدلله رب العالمین

☆☆☆